حضرت مدنی رحمہ اللہ و حضرت لاہوری رحمہ اللہ
کے تین خلفاء اور دیگر بہت سے مشائخ کے خلیفہ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا حافظ

نثار احمد الحسینی صاحب

کا تعارف

بشکریہ:: حضرت مولانا عزیر عاصم صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تین خلفاء (1) حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ (2) حضرت مولانا حافظ محمد طیب رحمہ اللہ دیوبند (3) حضرت مولانا نعمان احمد رحمہ اللہ بنگلہ دیش ۔اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے خلفاء، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد حسن عباسی رحمہ اللہ، حضرت رائپوری رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت مولانا صاحبزادہ ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی رحمہ اللہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلفاء حضرت مولانا صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد عزیز الرحمن ہزاروی رحمہ اللہ حضرت مولانا سید مصطفی الرفاعی دامت برکاتہم انڈیا حضرت امام اہلسنت رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کشمیر اور دیگر بہت سے مشائخ سے اجازت حاصل ہے کچھ عرصہ قبل مولانا عزیر عاصم صاحب نے حضرت کے حالات جمع فرمائے بغرض تعارف آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب حضرو

حضرت حافظ صاحب حضرو شہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم و تحقیق اور زہد و تقویٰ سے خوب خوب نوازا ہے۔ شریعت و طریقت کے جامع ہی نہیں ماہر غواص بھی ہیں مقامی گورنمنٹ ہائی سکول میں مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ہی بنا کردہ مسجد و مدرسہ میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور طالبانِ علوم نبوی کے ساتھ ساتھ سالکانِ طریقت کی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔ اس حیثیت سے بڑے بڑے اکابر کی نسبتوں کے امین ہیں۔
دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف علم و تحقیق، دقیقہ رسی، اعتماد علی السلف، سلکی تصلب اور دفاع اکابر کی آئینہ دار ہیں۔ اللھم زد فزد۔

سوال: آپ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی ابتدائی حالات کے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: میرا نام نثار احمد الحسینی بن شیر افضل ہے۔ پیدائش ۳۱ مارچ ۱۹۶۳ء سوموار کی رات محلہ قاضی پورہ حضرو علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں ہوئی۔ آباؤ اجداد اپنی ذاتی زمین میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ والد صاحب سبزی بازار حضرو میں ٹیکنیشن کا کام کرتے تھے۔ مجھے بھی اسی بازار کی مسجد "جامع مسجد مہاجرین" میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے حافظ قاری ظہور احمد علوی کے پاس بٹھا دیا۔

سوال: طالب علمی کا سفر کہاں سے شروع کیا؟

جواب: ۱۹۷۴ء میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کے لئے گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر ا میں داخل کرایا گیا۔ ۱۹۷۸ء میں حضرت مولانا

Scanned with CamScanner

قاری غلام مصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ کی ترغیب پر جامع مسجد مہاجرین میں انہی کے پاس حفظ قرآن شروع کر دیا حفظ اور سکول کا ساتھ ساتھ جاری رکھنا مشکل ہوا تو ۱۹۷۹ء میں جماعت نہم میں سکول چھوڑ دیا، بعد میں ۱۹۸۵ء میں پرائیویٹ میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ دورانِ حفظ مولانا قاری غلام مصطفیٰ صاحب عرب ممالک چلے گئے تو بقیہ پارے حضرت مولانا زبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے پاس پڑھے، ختم حفظ قرآن کے موقع پر حضرت مولانا فضل الٰہی صاحبؒ (مہتمم مدرسہ عربیہ منڈی پھلر واں سرگودھا) تشریف لائے تھے۔ تکمیل حفظ قرآن کے بعد منزل سنانے کے ساتھ ساتھ دکان پر والد صاحب کا ہاتھ بھی بٹاتا تھا اور ایک ڈاکٹر صاحب کے ہاں محنت مزدوری بھی کرتا رہا، گھر کے مالی حالات کمزور تھے۔ مزید دینی تعلیم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر اپنا شوق از حد تھا۔

حضرت اقدس قاضی محمد زاہد الحسینیؒ صاحب کے حکم پر حضرت مولانا عبدالرؤفؒ صاحب شاہ ڈھیروی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کتب دینیہ کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت مولانا عبدالرؤفؒ صاحب نے بخوشی اجازت دے دی، اور جامعہ نصیریہ غورغشتی آنے کا حکم فرمایا کیونکہ آپ اس وقت ادھر ہی تدریس کرتے تھے۔

۱۴۰۹، ۱۹۷۹ء میں حضرت مولانا عبدالرؤف صاحبؒ نے اپنے گاؤں شاہ ڈھیر میں مدرسہ عربیہ خادم الاسلام اپنی ذاتی جگہ پر تعمیر فرما کر کام شروع کیا تو مجھے اس مدرسہ کا ناظم مقرر کر دیا۔

۱۹۹۱ء تک ھدایہ اور مشکوۃ شریف تک کتب یہیں حضرتؒ سے پڑھیں۔

اسی سال دورہ تفسیر گجرانوالہ میں امام اہلسنت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے پاس کیا، اگلے سال حضرت اقدس قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کے حکم پر دورہ حدیث کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ دورہ حدیث کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد موسیٰ خان روحانی بازیؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرور دامت

برکاتہم اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم تھے۔

دورہ حدیث کے امتحان میں الحمدللہ ممتاز نمبروں سے کامیاب ہوا۔

سوال: آپ نے تدریس کا آغاز کہاں سے فرمایا؟

جواب: اپریل ۱۹۹۲ء میں مدرسہ عربیہ خادم الاسلام شاہ ڈھیر سے تدریس کا آغاز کیا ساتھ ساتھ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحبؒ سے تخصص فی الفقہ کی کتب "شرح عقود رسم المفتی" اور "ردالمحتار" پڑھنا شروع کیں۔ اختتام پر حضرت الاستاذ نے اجازتِ افتاء سے بھی نوازا، میرے لکھے ہوئے فتاویٰ دیکھتے تو خوشی کا اظہار فرماتے۔ کئی فتاوی جات پر ان کے دستخط موجود ہیں۔

سوال: آپ کے نامور اساتذہ کرام؟

جواب: امام العارفین حضرت اقدس قاضی محمد زاہد الحسینی صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالرؤف صاحبؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ صاحب، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم۔ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ سے میں نے حجۃ اللہ البالغہ پڑھی، انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے پڑھی، حضرت اقدس نے احقر کو اجازتِ حدیث کے ساتھ ساتھ اجازتِ حجۃ اللہ البالغہ سے بھی نوازا۔

سوال: آج کل مدارس کے کچھ طلباء دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کے حصول میں بھی مگن ہیں اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: اسلام نے تعلیم کے باب میں نظریہ وحدتِ تعلیم کی راہنمائی کی ہے۔ تعلیم کی دینی دنیوی تقسیم انگریز کی کی ہوئی ہے۔ اس کا مقصد تعلیم کے نام پر مسلمانوں میں دو طبقات پیدا کر کے ایک دوسرے کے خلاف نفرت ڈالنا ہے۔ عصری تعلیم ایک ہنر ہے اور دینی تعلیم معرفتِ ربانی کا ذریعہ۔ اس لئے علماء کے پاس عصری

Scanned with CamScanner

تعلیم بطور معلومات کے ہونا ضروری ہے تاکہ وہ معاشرے کی راہنمائی کرسکیں البتہ بعض دینی مدارس میں عصری تعلیم کو بنیادی حیثیت سے پڑھایا جارہا ہے۔ اور دینی تعلیم ثانوی درجہ میں ہے۔اس سے خرابی لازم آتی ہے۔احقر کے خیال میں تعلیم کی ابتداء پرائمری، مڈل تک ایک ہی جگہ ہو۔ضروری اسلامی معلومات دی جائیں مڈل کے بعد سائنسی مضامین کا ذوق رکھنے والے طلبہ ان مضامین کو پڑھیں اور دینی تعلیم ثانوی درجہ میں رہے اور دینی علوم کا ذوق رکھنے والے طلبہ دینی علوم پڑھیں اور عصری علوم ثانوی درجہ میں ہوں۔اس طرح ایک عمارت میں دو متوازی خطوط کے فضلاء نہ ایک دوسرے کو عجیب سمجھیں گے اور نہ دینی فکر میں کسی کمی کا شکار ہوں گے۔

سوال: آپ اس ملک میں نفاذِ اسلام کی کون سی صورت قابل عمل سمجھتے ہیں؟

جواب: موجودہ سیاسی حالات میں اور ماضی قریب کی تاریخ سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ مسلمان حکمرانوں کو چلانے والی یہودی ایجنسیاں اسلام بطور معاشرتی قانون کو کسی طرح نہیں برداشت کرتیں ہمارے حکمران اور سیاست دان اسی کھیل کا حصہ ہیں۔اس لئے علماء اور دیندار طبقہ بطور سیاستدان دینی اقدار کی حفاظت کو مقصد بنائے اور بشمول یہ حضرات اور عوام انفرادی محنت سے مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کو عملاً رواج دیں تو معاشرہ اپنی ذاتی حیثیت سے اسلامی ہوسکتا ہے۔معاشرہ کی اکائی جب درست ہوگی تو عین ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسلام بطور معاشرتی قانون کی صورت میں پیدا فرمادے اور اگر یہ نہ ہو تو کسی ملکی قانون نے ہمیں اسلامی اقدار پر عمل سے نہیں روکا اس لئے ضرورت ہے کہ مسلم معاشرے کے ایک ایک فرد کو دینی اقدار پر عمل کے لئے تیار کیا جائے۔

سوال: چھچھ کی سیاست میں علماء کی سیاسی میدان میں ناکامی کی وجوہات آپ کیا سمجھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جواب: اپنے پرائے کی تمیز نہ ہونا۔
رب تعالیٰ کے نام پر کئے گئے وعدے پورے نہ کرنا۔
اسلام کو بطور ڈھال کے استعمال کرنا نہ کہ بطور دین کے۔

سوال: بعض لوگ دین اور سیاست کو جدا جدا کہتے ہیں اور اہل دین کے سیاست میں آنے پر اعتراض کرتے ہیں اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

سوال: اس خطہ (چھچھ) کو آپ نے کیسے پایا؟

جواب: عوام میں دنیا طلبی دوسرے علاقوں سے زیادہ ہے۔ مگر جو ہوائیں پورے ملک بلکہ پورے عالم میں چل رہی ہیں انہوں نے اس علاقہ کو اب متاثر کیا ہے۔

سوال: آپ کے تلامذہ میں کوئی ایسا شاگرد جس کی دینی خدمت پر آپ کو فخر ہو؟

جواب: احقر کو جن حضرات کی دینی خدمت کا موقع ملا اب انہیں تلامذہ میں شمار کرنا تکبر معلوم ہوتا ہے۔

سوال: کبھی حکومت کی جانب سے مشکلات کا شکار کیا گیا ہو؟

جواب: ہر مسلمان دین دشمنوں سے نقصان اٹھاتا ہے۔ ہم بھی اسی ماحول کا حصہ ہیں۔

سوال: کون کون سے نامور اکابرین کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی؟

جواب: مولانا قاضی محمود الحسنؒ، حضرت مولانا عبدالرؤفؒ صاحب شاہ ڈھیر، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، حضرت مولانا عزیر گلؒ اسیر مالٹا، حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا محمد اسعد مدنی۔

سوال: علمائے چھچھ کے انٹرویوز پر مبنی اس کتاب کا آپ کیا نام تجویز کرتے ہیں۔

جواب: علمائے چھچھ کی کہانی ان کی زبانی، علمائے چھچھ کی علمی اور مطالعاتی زندگی۔

سوال: تصوف وسلوک میں آپ کا تعلق کن اکابر سے ہے؟

جواب: اسناد علم تفسیر: علم تفسیر میں احقر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر،

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا عبدالغنی جلالوی، حضرت مولانا عبدالرؤف، حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالعلیم دگیروی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت تفسیر حاصل ہے۔

اسناد علم حدیث: علم حدیث میں احقر کو مندرجہ ذیل حضرات اکابر سے نعمت اجازت حاصل ہے۔

۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔

۲۔ حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ

۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالغنی جلالوی رحمہ اللہ۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالرؤف رحمہ اللہ (شاہ ڈھیر۔حضرو)

۵۔ حضرت مولانا محمد شریف اللہ رحمہ اللہ (رحیم یار خان)

۶۔ حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ (جھنگ)

۷۔ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ۔

۸۔ حضرت مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی مدظلہ

۹۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ۔

۱۰۔ حضرت مولانا علی احمد سندیلی مدظلہ (لاہور)

۱۱۔ شیخ سید محمد بن علوی مکی مالکی۔

۱۲۔ حضرت مولانا عبیداللہ مدظلہ (جامعہ اشرفیہ۔لاہور)

۱۳۔ حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمہ اللہ۔

۱۴۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۵۔ حضرت مولانا محمد یعقوب مدظلہ۔

۱۶۔ حضرت مولانا صوفی محمد سرور مدظلہ

۱۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ،

Scanned with CamScanner